مولانا مفتی محمد اصغر☆

اردو زبان کی ضرورت واہمیت اور دینی مدارس کے طلبہ

ملک کے معروف معیاری جرائد ورسائل میں ماہنامہ ''الشریعۃ'' کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں مختلف الخیال لوگوں کے آرا وافکار اور جدید افکار ونظریات رکھنے والے ارباب علم ودانش اور مفکرین کے مضامین ومقالات شائع ہوتے ہیں جس سے ان کے خیالات سے آگاہی ہوتی ہے اور غور وفکر کا موقع ملتا ہے۔ دوسروں کا نقطہ نظر سامنے آتا ہے اور ان کے موقف کی کمزوری یا برتری ثابت ہوتی ہے۔ علمی دنیا میں اس کی جتنی ضرورت ہے، شاید ہی کسی صاحب علم کو اس سے اختلاف ہو۔

''الشریعۃ'' میں وقتاً فوقتاً دینی مدارس کے مسائل کو زیر بحث لایا جاتا ہے اور نظام تعلیم، اساتذہ اور طلبہ کی تعلیم وتربیت سے متعلق ماہرین تعلیم کی آرا پیش کی جاتی ہیں۔ گزشتہ چند شماروں میں دینی مدارس کے نظام تعلیم، اساتذہ اور طلبہ کی تعلیم و تربیت سے متعلق مسائل اور ان کے حل پر متعدد اصحاب علم ودانش کے خیالات پڑھنے کا موقع ملا اور دینی مدارس کے مسائل سے آگاہی ہوئی۔ یہ مفید سلسلہ آئندہ بھی چلتا رہنا چاہیے۔

بندہ دینی مدارس کے طلبہ کی اردودانی اور اردو زبان وادب میں کمزوری سے متعلق ارباب مدارس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کی ایک معتد بہ تعداد کی اردو بول چال کیسی ہے اور اردو گفتگو کا انداز ہ کیا ہے، اس کی ایک جھلک ذیل کے واقعات میں ملاحظہ فرمائیں:

معروف اسلامی اسکالر اور متعدد کتابوں کے مصنف ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن صاحب سے بندہ نے یہ واقعہ خود سنا۔ فرماتے ہیں:

> ''ایک دن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب سے ملنے کے لیے ان کے پاس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک گیا۔ حضرت اس وقت دار الحدیث میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو سبق پڑھا رہے تھے۔ جب گیٹ کراس کر کے اندر پہنچا تو میں نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کہاں ہیں؟ اس طالب علم نے جواب دیا کہ ''وہ دار الحدیث پڑھتی ہے''۔ میں حیران ہوا کہ اب اس عمر میں حضرت کو پڑھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے۔ میں دار الحدیث میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت، طلبہ کو بخاری شریف کا سبق پڑھا رہے ہیں۔''

ایک اور واقعہ خود بندہ کے ساتھ پیش آیا۔ دو تین سال قبل کی بات ہے کہ بندہ مغرب کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلا

☆ مدرس جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

تو ایک منتہی طالب علم (جو ماشاء اللہ اپنے رقبے کے طول وعرض کے اعتبار سے بڑے وسیع واقع ہوئے تھے) نے سلام کیا۔ بندہ نے ابھی سلام کا جواب دیا ہی تھا کہ کہنے لگا: ''استاد جی! تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے''۔ بندہ نے متعجبانہ اور سوالیہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو کہنے لگا کہ ''تو نے ہم کو بہت اچھا ''کنز'' پڑھاتی تھی''۔ یہ دو واقعے تو بطور نمونہ لکھ دیے ہیں، ورنہ دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے احباب کو اس طرح کے کلمات واحوال سے روزانہ کسی نہ کسی طرح واسطہ پڑتا رہتا ہے، ورنہ کم از کم طلبہ سے سبق سننے کے دوران یا ان سے گفتگو کے وقت تو ضرور موقع مل ہی جاتا ہے۔ صرف کسی خاص علاقے اور وہاں کے باشندگان کی بات نہیں، بلکہ ملک کے دوسرے مختلف حصوں سے آنے والے طلبہ سے بھی اردو گفتگو کے وقت ان کی اردو زبان کی غلطیاں ایک ایک کر کے واضح ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر لفظی اور زبان کی غلطی نہ بھی ہو، تب بھی کم از کم مادری زبان کا لب ولہجہ اردو گفتگو میں ضرور شامل ہو جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ متکلم کی مادری زبان کیا ہے اور کس علاقے کا رہنے والا ہے۔

ہمارے اکثر دینی مدارس میں درس نظامی کا کورس اگرچہ اردو زبان میں پڑھایا جاتا ہے، لیکن بطور زبان کے اردو نہیں پڑھاتی ہے اور نہ اس کی طرف ارباب مدارس کی توجہ ہے۔ اس لیے فراغت کے بعد بھی ہمارے طلبہ کی اردو بول چال، تقریر اور گفتگو میں صریح غلطیاں ہوتی ہیں جو اہل مدارس کے لیے شرمندگی کا باعث بنتی ہیں۔ اس وقت اردو زبان کی ضرورت واہمیت سے کوئی بھی ذی فہم انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اس کا اثر ورسوخ پوری دنیا میں دن بدن پھیل رہا ہے، بلکہ بہت سے علوم اردو میں منتقل ہو چکے ہیں اور کیے جا رہے ہیں۔ ہماری ملکی زبان اردو ہونے کے ناتے سے اور شرعی لحاظ سے بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سب اردو زبان پر مکمل طور پر عبور حاصل کریں، اس کو ترقی دیں اور اس کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے تقریباً تمام شعبوں کی خدمت سے نوازا تھا) انہوں نے اردو زبان کی شرعی حیثیت پر ایک وقیع مقالہ تحریر فرمایا تھا۔ حضرت نے دنیا میں رائج مختلف زبانوں کا شرعی لحاظ سے جائزہ لیا، ان میں سے عربی زبان کی مختلف جہات سے فوقیت وبرتریت اور فضیلت ثابت فرمائی اور واقعتاً عربی زبان مختلف حوالوں سے ہے بھی فضائل کا مجموعہ۔ اس کی فضیلت ایک مسلمان کے لیے تو اتنی ہی کافی ہے کہ یہ عربی زبان قرآن کی اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور اہل جنت کی زبان ہے۔ عربی کے بعد دوسرے درجے میں فارسی زبان ہے کیونکہ فصاحت میں فارسی عربی کے قریب تر ہے اور اشرف اللغات ہے۔ عربی سے مناسبت کی وجہ سے فارسی کو فضیلت حاصل ہے، حتیٰ کہ ایک وقت میں تو حضرت امام اعظمؒ فارسی میں قراءت کو جائز قرار دیتے تھے، اگرچہ بعد میں رجوع فرما لیا تھا۔ اور دینی علوم کا بہت سا ذخیرہ بھی فارسی زبان میں ہے، خاص طور پر علم تصوف کا اکثر وبیشتر حصہ تو فارسی زبان میں ہی ہے۔ تیسرے درجے میں حضرت تھانویؒ نے اردو زبان کو بیان کیا ہے۔ اردو زبان کے بکثرت الفاظ عربی کے ہیں اور عربی اور اردو کے الفاظ تقریباً ملتے جلتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نے اردو زبان کی تین فضیلتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ اردو کو عربی اور فارسی سے جزئیت کی مناسبت حاصل ہے، کہ ان کے الفاظ باہم ملتے جلتے ہیں۔

۲۔ علوم دینیہ بالخصوص تصوف صحیح ومقبول کا ذخیرہ اردو میں ہے جس کو علما ومشائخ نے صدیوں کی محنت اور مشقت سے

جمع فرمایا ہے۔

۳۔اردو کا سلیس اور آسان ہونا۔جتنی یہ زبان آسان ہے،شاید ہی اتنی کوئی اور زبان ہو اور قرآنی آیت 'فانما یسرنه بلسانك لتبشر به المتقین' اور 'فانما یسرنه بلسانك لعلهم یتذکرون' سے بھی مشکل زبان کی بہ نسبت آسان زبان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں متعدد حضرات سے سنا ہے کہ آپ اردو زبان کی اہمیت کے قائل نہیں تھے لیکن جب حضرت تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن دیکھی تو فرمایا کہ ہم سمجھتے تھے کہ اردو زبان شاید علوم سے خالی ہے،لیکن بیان القرآن دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اردو زبان بھی علوم کا ذخیرہ ہے۔

حضرت تھانویؒ اردو زبان کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس وقت اردو زبان کی حفاظت دین کی حفاظت ہے،اس بنا پر یہ حفاظت حسب استطاعت اور واجب ہوگی،اور باوجود قدرت کے اس میں غفلت اور سستی کرنا معصیت اور موجب مواخذہ آخرت ہوگا۔''(البلاغ،۲،۱۷)

ہمارے ہاں چونکہ اکثر مدارس میں اردو زبان بطور نصاب اور زبان کے نہیں پڑھائی جاتی جبکہ عصری تعلیم گاہوں میں اردو زبان بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے اور اس پر خوب توجہ دی جاتی ہے،اس لیے مدارس کے طلبہ کے لیے اس میں متعدد مشکلات ہیں۔اس کے لیے طلبہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب تک اردو زبان مدارس کے نصاب میں شامل نہیں کی جاتی،اس وقت تک اپنے طور پر اس کو سیکھنے کی کوشش کریں۔اردو کے نامور اور معروف ادیبوں کی تحریریں پڑھیں اور اگر موقع میسر ہو تو ان کی اردو گفتگو کو توجہ سے سنیں اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں۔اپنی بول چال اور اپنی تقریر و تحریر میں اردو الفاظ سوچ سمجھ کر استعمال کریں،پھر ان کی خوب عملی مشق کریں۔

اردو ادب پر لکھی جانے والی اچھی کتابوں کا اپنے اساتذہ کرام سے انتخاب کرا کے ان کا نہ صرف مطالعہ کریں بلکہ بآواز بلند ان کی خواندگی کریں اور ایک دوسرے کو ان کی تحریر پڑھ کر سنائیں۔بلند آواز سے پڑھتے ہوئے تلفظ کی صحت،لب و لہجہ کی عمدگی اور آواز کے اتار چڑھاؤ کا ضرور خیال رکھیں۔ ہلکے پھلکے اور زور دار جملوں کو پڑھتے وقت بھی آواز میں اتار چڑھاؤ کو ظاہر کریں۔اسی طرح الفاظ کے معانی کے ساتھ آواز کی مناسبت کا بھی لحاظ کریں۔

اس مقصد کے لیے ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے یہ ملکہ بھی ہمارے اکابرین کو حاصل ہے۔ہمارے اکابر میں ایک سے بڑھ کر ایک اردو ادب پر ماہرانہ دسترس رکھنے والے موجود ہیں اور ان کی کتابیں موجود ہیں۔بالخصوص مولانا سید سلیمان ندوی،مولانا عبدالماجد دریابادی،مولانا مناظر احسن گیلانی،مولانا سید ابوالحسن ندوی،مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور موجودہ اکابر میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی،مولانا زاہد الراشدی،مولانا عبدالقیوم حقانی،مولانا مفتی ابولبابہ،مولانا ابن الحسن عباسی کی کتابیں اور ان کے مضامین و مقالات کو پڑھیں۔اس سے ان شاءاللہ اردو زبان کی درستی کے ساتھ ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔